سبق نمبر 9۔ امتحان

مرزا فرحت اللہ بیگ (۱۸۸۳ء — ۱۹۴۷ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو طنز و مزاح کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو تعلیم و تدریس میں امتحان کی اہمیت سے روشناس کرانا۔
۳۔ طلبہ کو یہ بتانا کہ امتحان میں کامیابی کے لیے صرف ذاتی محنت اور قدرت کی مدد ہی کام آتی ہے۔
۴۔ اس بات سے روشناس کرانا کہ ناجائز ذرائع سے امتحان میں کامیابی کے حصول کے خواہش مند طلبہ کو شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

مصنف کا مختصر تعارف

مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۸۸۳ء میں دلّی میں پیدا ہوئے۔ سینٹ اسٹیفنز کالج دلی سے بی اے کیا۔ طالب علمی کے دور میں ڈرامے اور کرکٹ کے شوقین تھے۔ ۱۹۰۷ء میں حیدرآباد دکن میں مقیم ہو گئے۔ پہلے محکمہ تعلیم اور پھر محکمہ عدالت میں ملازمت اختیار کی۔ ترقی کرتے کرتے ہوم سیکرٹری کے عہدے تک جا پہنچے۔ اسی عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ زندگی حیدرآباد میں ہی بسر کی اور وہیں وفات پا گئے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ عظیم محقق اور تحقیقی مقالہ نگار تھے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ نے ابتدا میں اپنے قلمی نام ''مرزا الم نشرح'' سے ادبی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور عظمت اللہ خاں نے ان کی ہمت بڑھائی اور وہ اپنے اصل نام سے لکھنے لگے۔ ''نذیر احمد کی کہانی''، ''پھول والوں کی سیر'' اور ''دلّی کا ایک یادگار مشاعرہ'' ان کے یادگار مضامین ہیں۔

تصانیف

مرزا فرحت اللہ بیگ کے مضامین ''مضامینِ فرحت'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ ان کی شاعری کا مجموعہ ''میری شاعری'' کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جوں جوں	جیسے جیسے	عندالموقع	موقع پر	درخواست	التجا
افسوس	دکھ، رنج	گو	اگرچہ	بندہ خدا	خدا کا بندہ
مجمع	لوگوں کا گروہ	چھٹی	رخصت	نادم	شرمندہ
مختل	پریشان، بگڑا ہوا	ممنونِ احسان	احسان پر شکرگزاری کے جذبات	کمترین	کمتر لوگ
عجیب	الگ سا لگنا	کم حیثیت	کم مرتبہ	جملہ مضامین	تمام مضامین

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قصہ مختصر	بات کا نچوڑ	ممتحن	امتحان لینے والا	بھلے مانس	شرافت
جھانکنا	دیکھنا	با اُمید	امید کے ساتھ	تعجب	حیرت
مستغرق	غرق، ڈوبا ہوا	نادانی	نالائقی، کم عقلی	اشک شوئی	آنسو پونچھنا
تکمیل	مکمل ہونا	خلیق	اچھے اخلاق والا	بے ایمانی	ناانصافی، بددیانتی
دشواری	مشکل	نگرانِ کار	کام کی نگرانی کرنے والا	گھبرانا	پریشان ہونا
صداقت نامہ	سچائی کا ثبوت	عنوان	موضوع	آئندہ	آنے والا
تقاضا کیا	مطالبہ کیا	رائے	مشورہ	دریافت کرنا	پوچھنا، جاننا
گڑبڑ	مشکل، پریشانی	مقنن	قانون بنانے والا، قانون دان	عنوان	موضوع
حیلے	حیلہ کی جمع، بہانے	منقطع ہونا	کٹ جانا، الگ ہو جانا	ٹہلنا	آہستہ آہستہ چلنا
حیلہ	بہانہ	قلبی نفرت	دلی نفرت	زہر ہونا	شدید بُرا لگنا
دق نہ کرے	تنگ نہ کرے	ظالم	ظلم کرنے والا	مقامِ امتحان	امتحان دینے والا مقام
محویت	مصروف ہونا	رعب	عزت والا	کم حیثیت	کم مرتبہ
شبانہ روز محنت	دن رات کی محنت	بدرجہ اعلیٰ	اعلیٰ درجہ سے	بھروسا	اعتماد
تشفی	تسلی				

خلاصہ: مصنف اپنے امتحان کا قصہ سناتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے دو سال میں لا کورس پورا کیا مگر اس طرح کہ شام کو یاروں کے ساتھ ٹہلنے چلا جاتا، واپسی پر کلاس میں جھانک آتا۔ منشی صاحب دوست اور لیکچرار صاحب پڑھانے میں غرق، حاضری کی تکمیل میں کوئی پریشانی نہ تھی۔ والد صاحب خوش کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔ ہم بے فکر کہ دو سال تو آرام سے گزریں گے۔ امتحان کی تیاری کا وقت آیا تو والدین سے تقاضا کیا کہ پڑھنے کے لیے الگ کمرا مل جائے تو تیاری کروں۔ بڑی بی نے اپنا کمرا خالی کر دیا تو دروازوں کے شیشوں میں کاغذ چپکا دیا۔ لیمپ روشن کر کے شام سات بجے سو جاتا۔ کسی نے آواز دی تو ڈانٹا کہ میری پڑھائی میں خلل ڈالا جا رہا ہے۔ صبح کو سونے پر الزام لگایا گیا تو جواب دیا کہ پڑھائی کے وقت جواب نہ دوں گا۔ والدین کہتے کہ اتنی محنت نہ کرو تو زمانے کی ترقی کا نقشہ کھینچ کر ان کو مطمئن کر دیا۔ امتحان سے قبل میں نے اُن کو احتیاطاً اپنے بچاؤ کے لیے کہہ دیا کہ اگر میں فیل ہو جاؤں تو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا کیونکہ میں اپنے آپ کو امتحان کے قابل نہیں سمجھتا۔ جواب میں والد صاحب مسکرا کر بولے کہ امتحان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ محنت کی ہے تو جا کر شریک ہو جاؤ۔ کامیابی و ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے بھی تقدیر اور تدبیر پر ایک چھوٹا سا لیکچر دے کر ثابت کر دیا کہ تدبیر کوئی چیز نہیں ہے۔ تقدیر سے دنیا کے تمام کام چلتے ہیں۔ کامیابی کی امید "امدادِ غیبی" اور پرچوں کے الٹ پھیر کی وجہ سے تھی۔ "امداد غیبی" سے مراد نگران کار سے ملنے والی "مدد" ہے اور پرچوں کی اُلٹ پھیر بھی تقدیر کی مدد سے آسان ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے ایسے کم حیثیت ملازم کا ملنا ضروری ہے جو انعام کی اُمید میں پرچہ بدل دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری صورتوں پر بھروسا کرنا نادانی ہے۔

خیر امتحان والے دن ہم پونے دس بجے امتحان کے کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے نگران سے رابطہ بڑھایا اور مطمئن ہو [illegible] دلیا۔ ٹھیک دس بجے پرچہ تقسیم ہوا میں نے پرچے کو سرسری نظر سے دیکھا اور میز پر رکھ دیا۔ مجھے تو پرچے کے متعلق اندازہ نہ ہو سکا [illegible] بتہ نگرانِ کار

صاحب کو یہ کہتے سنا کہ پرچہ مشکل ہے۔ میں نے پرچے کی کاپی کو غور سے دیکھنے کے بعد نگرانِ کار سے مضمون کے متعلق پوچھا تو اس نے عنوان پر انگلی رکھ دی۔ اس وقت مجھے پتا چلا ''اصولِ قانون'' کا پرچہ ہے۔ میں نے بھی لکھنا شروع کر دیا۔ اس مضمون پر ہر ایک کو رائے دینے کا حق ہے۔ ایک مقنن ایک اصول قائم کرتا ہے دوسرا توڑتا ہے۔ آخر کیوں ہم اپنی رائے کو دوسرے کی تجویز کا پابند کریں۔ میں نے پوچھنے کی کوشش کی مگر گارڈ صاحب میرے سر پر کھڑے رہتے تھے۔ اور کہتے ''جناب اپنے پرچے پر نظر رکھیے۔'' مدد نہ ملنے کی توقع منقطع ہونے کی وجہ سے گارڈ سے پوچھنے کی کوشش کی اور سوال پوچھا۔ وہ مسکرا کر بولے کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے دوسرے سے پوچھنے کے لیے کہا لیکن انہوں نے کوئی تعاون نہ کیا۔ اس پر غضب یہ کہ اپنی جگہ سے ایک ذرہ برابر بھی نہ ہلے۔ واللہ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام عمر میں دلی نفرت ہوئی تو انھی صاحب سے ہوئی ہے۔ ایک بھی حرف نہ یاد ہونے پر چھے گھنٹے گزارنا بہت مشکل تھا، میں تو آدھا گھنٹا کے بعد ہی کمرے سے نکل آتا لیکن والد صاحب روز گیارہ بجے آ جاتے۔ اب اگر جلدی نیچے آ جاتا تو جو رعب جو میں نے دو سال کے عرصے میں ڈالا تھا وہ ہوا ہو جاتا لیکن جب نیچے اترتا تو والد صاحب سے پرچے کی سختی کی شکایت ضرور کرتا جبکہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ چاہے کچھ ہو میرا بیٹا ضرور کامیاب ہو گا۔ امتحان ختم ہوا اور امید نمبر ایک اور دو کا خون ہو گیا۔ اب ممتحوں کے پاس کوشش کی سوجھی۔ والد صاحب سفارش لے کر ایک صاحب کے پاس گئے۔ والد صاحب نے سلام کے بعد کہا کہ خادم زادہ اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے اگر آپ کوشش فرمائیں تو یہ خانہ زاد ممنونِ احسان رہے گا تو وہ طنزیہ لہجے میں بولے کہ ان کا بیٹا تو امتحان دے اور کوشش میں کروں۔ بڑے میاں ایسے نادم ہوئے کہ پھر کہیں نہ گئے۔ کچھ عرصے بعد نتیجہ شائع ہوا تو کمترین جملہ مضامین میں بدرجۂ اعلیٰ فیل ہوا۔ والد صاحب کو بہت رنج ہوا۔ بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ کسی بدمعاش چپڑاسی نے بدل دیے ورنہ کیا یہ ممکن تھا کہ برابر تین گھنٹے لکھا جاتا اور صفر ملتا۔ میں نے یہ جوابات والد صاحب کو بھی سنائے کہ پرچے بُرے نہیں دیے۔ انھوں نے بہت تعریف کی، ممتحوں کو بہت بُرا بھلا کہا۔ انہوں نے مجھے حوصلہ دیا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں، آئندہ سال سہی، خیر جو کچھ ہوا سو ہوا، ایک سال کی فرصت تو مل گئی۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثال سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق: مصنف کا کہنا ہے کہ ہم نے ''لا کلاس'' کا کورس دو سال میں مکمل کر لیا۔ پہلے مصنف نے شگفتہ انداز میں اپنی سخت محنت کے طریقہ کار سے اس طرح متعارف کرایا ہے کہ میں کمرے کا لیمپ روشن کر کے شام سات بجے سو جاتا صبح نو بجے اٹھتا۔ امتحان سے پہلے ہی مصنف نے اپنے والدین کو ذہنی طور پر اپنے آنے والے نتیجہ کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا اور اُن کو مطمئن کرنے کے لیے یہ کہہ کر تقدیر کا سہارا لیا کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، تقدیر سے دنیا کے کام چلتے ہیں۔ مصنف نے امتحان کے انتہائی نازک مرحلے کے بارے میں بتایا ہے کہ جب اسے پرچہ ملا تو صفحہ اول کی خانہ پُری کے بعد کھڑا ہو گیا۔ جب گارڈ صاحب آئے تو پوچھا کہ پرچہ کس مضمون کا ہے۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے خاموشی سے پرچے کے عنوان پر انگلی رکھ دی۔ مصنف نے بتایا ہے کہ اگر ساری زندگی میں مجھے کسی سے شدید نفرت ہوئی ہے تو وہ اُن صاحب سے ہوئی جن سے میں نے امتحان کے دوران مدد کے لیے کہا مگر انھوں نے مسکرا کر مجھے ٹال دیا۔ امتحان میں فیل ہونے پر والد صاحب نے تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں تو آئندہ سال سہی۔

پیراگراف نمبر 1: میں نے بھی تقدیر اور تدبیر پر ایک چھوٹا سا لکچر دے کر ثابت کر دیا کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، تقدیر سے تمام دنیا کے کام چلتے ہیں۔ قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی اور ایک دن وہ آیا کہ ہم ہال ٹکٹ لیے ہوئے مقامِ امتحان پر پہنچ ہی گئے۔ گو یاد نہیں کیا تھا، لیکن دو وجہ سے کامیابی کی امید تھی: اوّل تو ''امدادِ غیبی'' دوسرے ''پرچوں کی اُلٹ پھیر۔''

حوالہ متن: (i) سبق کا نام ...... امتحان (ii) مصنف کا نام ...... مرزا فرحت اللہ بیگ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقدیر	قسمت	تدبیر	کوشش، حکمت، جدو جہد	قصہ مختصر	چھوٹی بات

تشریح: میں نے بھی قسمت اور کوشش کے بارے میں ایک چھوٹی سی تقریر کر دی اور یہ بات ثابت کر دی کہ انسان کے اختیار اور کوشش کرنے میں کچھ نہیں۔ بلکہ وہی ہوتا ہے جو تقدیر کا لکھا ہو، اور دنیا جہان کے سارے ہی کام تقدیر سے ہوتے ہیں۔ تقدیر میں لکھا ہو تو ہوتا ہے اور نہ لکھا ہو تو نہیں ہوتا یعنی ''وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے''۔ مختصر بات یہ کہ امتحان میں شمولیت کی درخواست دی گئی جو کہ منظور بھی ہوگئی اور آخر کار وہ دن بھی آ پہنچا جب ہم امتحانی ہال کمرے میں رول نمبر سلپ لیے امتحان دینے پہنچ گئے۔ اگرچہ میری بالکل بھی تیاری نہیں تھی مگر دو وجہ سے پاس ہونے کی بڑی امید تھی۔ ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی بدعنوان نگران وغیرہ کے ذریعے امدادی مواد کا ملنا اور دوسری پرچوں کی تبدیلی کی امید تھی۔

پیراگراف نمبر 2: منشی صاحب دوست تھے اور لیکچرار صاحب پڑھانے میں مستغرق، حاضری کی تکمیل میں کچھ دشواری نہ تھی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ''لا کلاس'' میں شریک ہونے سے میرے کس مشغلے میں فرق آ سکتا تھا؟ والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔ کسی زمانے میں بڑے بڑے وکیلوں کے کان کترے گا۔

حوالہ متن: (i) سبق کا نام ...... امتحان (ii) مصنف کا نام ...... مرزا فرحت اللہ بیگ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مستغرق	غرق ہونا/ متوجہ ہونا	دشواری	مشکل	تکمیل	مکمل	کان کترنا	مشق میں آگے نکل جانا

تشریح: مصنف نے لا کلاس میں داخلہ لیا تھا۔ لا کالج میں منشی صاحب اس کے دوست بن گئے اور استاد صاحب درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ یوں مصنف کو اپنی حاضری کو مکمل کروانے میں کسی قسم کی مشکل نہ ہوئی منشی اس کی حاضری لگا دیتا تھا۔ اس لیے مصنف کے کسی مشغلے میں فرق نہیں آیا۔ کلاسیں لیں یا نا لیں انہیں کوئی فرق نہ پڑتا تھا حاضری تو لگ ہی رہی تھی۔ والد صاحب دل و جان سے خوش تھے کہ چلو ان کا بیٹا تعلیم کا ذوق رکھتا ہے اور قانون پڑھ رہا ہے آگے چل کر بڑے بڑے وکیلوں کو پچھاڑ دے گا۔

پیراگراف نمبر 3: ''لا کلاس'' کا صداقت نامہ بھی مل گیا۔ اب کیا تھا والدین امتحان وکالت کی تیاری کے لیے سر ہو گئے مگر میں بھی ایک ذات شریف ہوں، ایک بڑھیا اور ایک بوڑھے کو دھوکا دینا کیا بڑی بات ہے۔ میں نے تقاضا کیا کہ علیحدہ کمرہ مل جائے تو محنت کروں۔ بال بچوں کی گڑبڑ میں مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ چند روز اسی حیلے سے ٹال دیے، لیکن تا کجے؟ بڑی بی نے اپنے سونے کا کمرا خالی کر دیا۔

حوالہ متن: (i) سبق کا نام ...... امتحان (ii) مصنف کا نام ...... مرزا فرحت اللہ بیگ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقاضا	مطالبہ	گڑبڑ	خرابی	حیلے	بہانے

تشریح: مصنف نے ''قانون'' پڑھنے کے لیے داخلہ لے لیا مگر دو سال ہنسی کھیل میں گزار دیے۔ ماں باپ خوش تھے کہ بیٹا قانون کی

تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ آخر ''قانون'' کے امتحانات کی ڈیٹ شیٹ آ گئی اور اس بات کا ثبوت مل گیا کہ مصنف قانون کی کلاس میں لے رہا تھا۔ اب اس کے والدین اصرار کرنے لگے کہ امتحان کی تیاری اچھے طریقے سے کرو مگر مصنف کہتا ہے کہ میں بھی بڑی شے ہوں۔ میرے لیے ایک بوڑھا اور ایک بڑھیا کو دھوکہ دینا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ مجھے تیاری کے لیے علیحدہ کمرہ چاہیے۔ علیحدہ کمرے میں سکون سے بیٹھ کر پڑھنا چاہتا ہوں جہاں بچوں کا شور نہ ہو۔ بچوں کی شرارتوں سے میں پڑھ نہیں پاتا۔ کچھ دن اسی طرح بہانے کر کے انہیں ٹالتا رہا، لیکن آخر کب تک ایسا کرتا؟ آخر بڑی بی نے مصنف کے لیے اپنا کمرہ خالی کر دیا تاکہ وہ دلجمعی سے پڑھ سکے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ **مختصر جواب لکھیں۔**

(الف) مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے؟

جواب: مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی اس لیے آتی ہے کہ لوگ امتحان کے نام سے گھبراتے ہیں۔ آخر امتحان میں ایسا کیا ہوتا ہے کہ انسان گھبرا جائے۔ مضمون نگار کے نزدیک امتحان کے بعد نتیجے کی دو ہی تو صورتیں ہیں فیل یا پاس۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے' آئندہ سال سہی۔

(ب) جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے' مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کا کیا حال ہوتا؟

جواب: جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے، مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کے حواس باختہ ہو جاتے۔ ان کا دماغ مختل ہو جاتا۔ امتحان کے فکر سے صورت اتنی سی نکل آتی۔

(ج) مضمون نگار نے کون سا امتحان دیا تھا؟

جواب: مضمون نگار نے ''لا کلاس'' کا امتحان دیا۔ ''لا'' یہاں انگریزی زبان کے لفظ "Law" کو کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے ''قانون''۔ یعنی قانون کا امتحان۔

(د) مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: مضمون نگار نے امتحان دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ کمترین جملہ مضامین میں بدرجہ اعلیٰ فیل ہوا۔ معلوم نہیں کہ وہ کون سے شریف ممتحن تھے کہ انھوں نے دو نمبر دینے کا بھی احسان کر دیا ورنہ باقی ممتحنوں نے تو صفر ہی نمبر دیے۔

(ہ) مضمون نگار کے والد نے کس طرح اُسے تسلی دی؟

جواب: مضمون نگار کے نتیجے پر والد صاحب کو بہت رنج ہوا اور ممتحنوں کو بہت برا بھلا کہا۔ انہوں نے مضمون نگار کی اشک شوئی کی اور فرمایا کہ بیٹا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں' آئندہ سال سہی۔

۲۔ **سبق ''امتحان'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔**

جواب: دیکھیے خلاصہ۔

۳۔ **مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معانی لکھیں۔**

جواب: مختل، مستغرق، محویت، امداد غیبی، خادم زادہ، ممتحن، تشفی، اشک شوئی، کم ترین، بدرجۂ اعلیٰ، خادم

الفاظ و تراکیب	معانی	الفاظ و تراکیب	معانی
مختل	بگڑا ہوا، درہم برہم	تشفی	تسلی' تسکین
مستغرق	غرق' ڈوبا ہوا	اشک شوئی	آنسو پونچھنا

محویت	معروفیت	کم ترین	سب سے کم
امدادِ غیبی	غیب سے امداد	بدرجہ اعلیٰ	اعلیٰ درجہ کے ساتھ
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	خادم	خدمت کرنے والا
ممتحن	امتحان لینے والا		

۴۔ واحد الفاظ کی جمع لکھیں۔ امتحان، خیال، مشغلہ، وکیل، ممتحن، تدبیر، مضمون

جواب:

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
امتحان	امتحانات	وکیل	وکلا	تدبیر	تدابیر
خیال	خیالات	ممتحن	ممتحنین	مضمون	مضامین
مشغلہ	مشاغل				

۵۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔ حواس، تحمل، مشغلہ، مستغرق، خلیق

جواب: حَوَاس ، تَحَمُّل ، مَشْغَلَہ ، مُسْتَغْرَق ، خَلِیْق

۶۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

(الف) بندے پر امتحان کا اثر نہیں تھا۔

(i) رتی برابر (ii) ذرا برابر (iii) بالکل (iv) معمولی

(ب) طالب علم نے کتنے سال میں لا کلاس کا کورس پورا کیا؟

(i) چار سال (ii) دو سال (iii) تین سال (iv) پانچ سال

(ج) لا کالج میں کون طالب علم کا دوست تھا؟

(i) لکچرار صاحب (ii) پرنسپل صاحب (iii) منشی صاحب (iv) چوکیدار

(د) طالب علم نے کس سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟

(i) نگران صاحب سے (ii) گارڈ صاحب سے (iii) سپرنٹنڈنٹ سے (iv) کسی طالب علم سے

(ہ) طالب علم کتنی دیر میں کمرے سے باہر نکل آتا؟

(i) ایک گھنٹے بعد (ii) آدھا گھنٹا بعد (iii) دو گھنٹے بعد (iv) تین گھنٹے بعد

جوابات: (الف) رتی برابر (ب) دو سال (ج) منشی صاحب (د) گارڈ صاحب سے (ہ) آدھا گھنٹا بعد

۷۔ متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) لوگ .... کے نام سے گھبراتے ہیں لیکن مجھے ان کے .... پر ہنسی آتی ہے۔

(ب) والد صاحب قبلہ .... تھے کہ بیٹے کو .... کا شوق ہو چلا ہے۔

(ج) کسی زمانے میں بڑے بڑے .... کے کان کترے گا۔

(د) لیمپ روشن کر کے آرام سے .... سے سوجاتا اور .... اُٹھتا۔

(ہ) قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور .... ہوگئی۔

(و) یہاں ایک بہت .... اور .... نگرانِ کار تھے۔

(ز) ایک .... ایک اصول قائم کرتا ہے، دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔

(ح) والد صاحب روز .... سے آ جاتے اور .... صحن میں بیٹھے رہتے۔

(ط) والد نے عرض کیا کہ .... اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے۔

(ی) سو دن .... کے تو ایک دن .... کا۔

جوابات: (الف) امتحان، گھبرانے (ب) خوش، قانون (ج) وکیلوں (د) سات بجے، نو بجے
(ہ) منظور (و) خلیق، ہنس مکھ (ز) مقنن (ح) گیارہ بجے، نیچے
(ط) خادم زادہ (ی) چور، شاہ

۸۔ متن کو مدنظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
فرحت اللہ بیگ	لاکلاس	امتحان
فیل	مرنا	پاس
جینا	بُڑھیا	مرنا
دو سال	امتحان	لاکلاس
بڈھا	پاس	بُڑھیا
تقدیر	ناکامیابی	تدبیر
مشکل	منظور	آسان
کامیابی	تدبیر	ناکامیابی
درخواست	آسان	منظور

جملے کے اجزائے ترکیبی

جملہ الفاظ کے ایسے مجموعے کا نام ہے، جس سے بات پورے طور پر سمجھ آ جائے۔ ہر جملے کے دو حصے ہوتے ہیں، جن کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کو قواعد میں اسناد کہتے ہیں۔ جس شخص یا چیز کی نسبت یا تعلق ہوا اسے مسند اور جس کے ساتھ تعلق یا نسبت ہوا سے مسند الیہ کہتے ہیں۔ مسند الیہ ہمیشہ اسم (نام) ہوتا ہے۔ مسند کبھی اسم اور کبھی فعل ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھیے:

(الف) انور دوڑا۔
(ب) فرید عقل مند ہے۔

پہلے جملے میں مسند الیہ (انور) اسم ہے جب کہ مسند (دوڑا) فعل۔ دوسرے جملے میں مسند الیہ (فرید) اسم ہے اور مسند (عقل مند) بھی اسم ہے۔

جملہ اسمیہ اور فعلیہ میں امتیاز کرنا

جملہ اسمیہ: ایسا جملہ جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوں، جملہ اسمیہ کہلاتا ہے جیسے:

(الف) اکبر بہادر ہے۔ (ب) زید بزدل تھا۔ (ج) لڑکے چالاک ہیں۔

ان تین جملوں میں مسند الیہ (اکبر، زید اور لڑکے) اسم ہیں۔ اسی طرح مسند (بہادر، بزدل، چالاک) بھی اسم ہیں۔ اسمیہ جملے کے مندرجہ ذیل تین اجزا ہوتے ہیں:

مسند الیہ: اسے مبتدا بھی کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں اکبر، زید اور لڑکے مسند الیہ ہیں۔

مسند: اسے خبر بھی کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں بہادر، بزدل اور چالاک مسند ہیں۔

فعل ناقص: فعل ناقص سے زمانے کا تعین ہوتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں ہے، تھا اور ہیں فعلِ ناقص ہیں۔

جملہ فعلیہ: ایسا جملہ جس میں مسند الیہ اسم اور مسند فعل ہو۔ جیسے:

(الف) وہ پڑھتا تھا۔ (ب) عائشہ روتی ہے۔ (ج) میں کھانا کھاتا ہوں۔

ان تین جملوں میں مسند الیہ (وہ، عائشہ اور میں) اسم ہیں جب کہ مسند (پڑھتا، روتی اور کھاتا) افعال ہیں۔ فعلیہ جملے کے اجزا درج ذیل ہیں:

مسند الیہ: اسے فاعل کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں وہ، عائشہ اور میں مسند الیہ ہیں۔

مسند: فعلیہ جملے میں اسے فعل کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں پڑھتا، روتی، کھاتا مسند ہیں۔

مفعول: جس پر کام کیا جائے وہ مفعول کہلاتا ہے جیسے: وہ ہاکی کھیلتا ہے میں ہاکی۔

مبتدا اور خبر کا فرق اور آگاہی:

اسمیہ جملے کے مسند الیہ کو مبتدا کہتے ہیں جب کہ مسند کو خبر۔ مثالیں دیکھیں۔

(الف) عادل ذہین تھا۔ (ب) اسلم نالائق ہے۔

(ج) پتھر سخت ہے۔ (د) لکڑی مضبوط ہے۔

ان مثالوں میں عادل، اسلم، پتھر اور لکڑی مبتدا ہیں۔ جب کہ ذہین، نالائق، سخت اور مضبوط (مسند) خبر۔

سرگرمیاں

۱۔ بچوں سے کہیں کہ وہ مرزا فرحت اللہ بیگ کی کوئی اور شگفتہ تحریر پڑھیں اور اس کا خلاصہ اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: خدا بخشے وحید الدین سلیم عجیب چیز تھے۔ ایک نگینہ تھے کہ برسوں ناتراشیدہ رہا۔ جب تراشا گیا۔ پھل نکلے چمک بڑھی اہلِ نظر میں قدر ہوئی اس وقت چٹ سے ٹوٹ گیا۔ ادھر نام بڑھا اور ادھر موت آ گئی۔ چل چلاؤ کا زور ہے۔ آج یہ گیا کل وہ گیا۔ مولوی نذیر احمد گئے۔ شبلی گئے۔ حالی گئے۔ وحید الدین گئے۔ بڑوں میں مولوی عبدالحق رہ گئے ہیں۔ انھیں بھی شہرت ملی ہے۔ کسی دن یہ بھی خشک ہو جائیں گے۔ آج کل کا مرنا بھی کچھ عجیب مرنا ہے۔ پہلے زندگی کو چراغ سے تشبیہ دیتے تھے جو رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا تھا اب زندگی بجلی کا لیمپ ہو گئی ادھر بٹن دبایا ادھر اندھیرا گھپ۔ عظمت اللہ خاں اور مولوی وحید الدین کے بعد دیکھتے ہیں کس کی باری ہے۔ اردو کی مجلس میں دو چار لیمپ جل رہے ہیں دیکھیے کب گل ہو جائیں۔ اس کے بعد اللہ ہی اللہ ہے۔ مولوی وحید الدین خوش طبع تھے۔ ان میں ظرافت کا مادہ بدرجہ اتم تھا۔ وہ کسی پر پھبتی کستے وقت احتیاط نہیں برتتے تھے۔ لوگ اکثر اُن سے ناراض ہو جاتے۔ بہت سے لوگ مولوی وحید الدین کی علمیت اور ذہانت کی تعریف کرتے البتہ اُن کے مزاج کی درشتی پر ناراض ہو جاتے تھے۔ نااہلوں کو آرام کرتے ہوئے دیکھ کر ایک دم خفا ہو جاتے اور انھیں خوب جلی کٹی سناتے۔ مولوی وحید الدین نہایت وسیع النظر تھے البتہ ان کا دل تنگ تھا۔ بسا

For more study notes, past papers, guess papers & many more Visit Now WWW.SEDiNFO.NET

اوقات وہ سخت کنجوسی کا مظاہرہ کرتے۔ انھیں دارالترجمہ حیدرآباد سے معقول تنخواہ ملتی تھی لیکن وہ ان پیسوں کو کسی جائز ضرورت پر بھی خرچ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے وفات پائی تو ان کے وارثوں کو اچھی خاصی رقم مفت مل گئی۔ مولوی صاحب کو اصطلاحات وضع کرنے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ ایسے ایسے الفاظ دماغ سے اتارتے کہ باید و شاید، جہاں ثبوت طلب کیا تو انہوں نے شعر کہہ دیا کسی اور شاعر کا۔ مولوی صاحب کا حافظہ بلا کا تھا۔ سب پڑھے لکھے لوگوں کی رائے یہ تھی کہ اصطلاحات بنانے کے کام میں وحیدالدین اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اگرچہ انھیں عربی اور فارسی میں بھی دسترس حاصل تھی لیکن وہ اردو کے لیے بنے تھے۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد اردو زبان کا ایک ستون گر گیا۔ ان کا جواب ملنا مشکل ہے۔ یوں کہہ لیجیے کہ مولوی وحیدالدین صاحب جیسا پروفیسر ملنا تو بڑی بات ہے اُن کا پاسنگ بھی مل جائے تو غنیمت اور بہت غنیمت سمجھا جائے گا۔

۲۔ باری باری ہر بچے سے کہیں کہ انھیں اس تحریر میں جو بات سب سے اچھی لگی ہے اُسے جماعت کے کمرے میں اپنے الفاظ میں بتائیں۔

جواب: عملی سرگرمی

اشارات تدریس

۱۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ تحریر لکھنے والے ادیب کو مزاح نگار کہتے ہیں۔

جواب: مزاحیہ ادب تخلیق کرنے والے کو مزاح نگار کہتے ہیں۔ ایک اچھے مزاح نگار کی یہ خوبی ہے کہ اس کی تحریروں میں شائستگی کا عنصر کارفرما ہو۔ مزاح میں زندگی کی ناہمواریوں پر ہمدردانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔ مزاح نگار مزاح پیدا کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا ہے۔

۲۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ تحریر میں شگفتگی پائی جاتی ہے جبکہ طنزیہ تحریر میں طنز کی شدت کی وجہ سے چبھن کا احساس ہوتا ہے۔

جواب: مزاح نگاری کے لیے زبان و بیان کی بازی گری، مزاحیہ صورت، واقعہ، کسی مزاحیہ کردار کی تخلیق اور پیروڈی یعنی تحریف جیسے حربوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سے کسی کی بھی دل آزاری مقصود نہیں ہوتی۔ مزاح اچھی چیز ہے جبکہ طنز سے دل آزاری جنم لیتی ہے۔ طنز معاشرے کی ناہمواریوں اور اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کے خلاف صدائے احتجاج ہے۔ طنز چونکہ تلخ ہوتا ہے اس لیے اس پر شکر کی تہہ چڑھانے کے لیے طنز نگار مزاح کا سہارا لیتا ہے تاکہ فرد یا معاشرہ پر ہونے والی زیادتیوں کی نشان دہی بھی ہو جائے اور قاری کو گراں بھی نہ گزرے۔

۳۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کا تعارف خصوصاً ان کی خاکہ نگاری کے حوالے سے کراتے ہوئے ان کے معروف مضامین کا ذکر کیا جائے۔

جواب: مرزا فرحت اللہ بیگ خاکہ نگاری میں نہایت اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کا طرزِ تحریر سادہ، رواں، پرلطف اور شگفتہ ہے۔ ان کا اسلوب تصنع اور بناوٹ سے پاک، مزاح کی چاشنی سے بھرپور ہوتا ہے۔ ان کی اہم تصنیفات میں "نذیر احمد کی کہانی"، پھول والوں کی سیر، دلی کا ایک یادگار مشاعرہ شامل ہیں۔

۴۔ امتحان کے موضوع کے حوالے سے اس قسم کے دیگر مضامین کا تعارف کرایا جائے۔ مثلاً منشی پریم چند کا "بڑے بھائی صاحب" اور پطرس کا "ہاسٹل میں پڑنا" اور "سویرے جو کل آنکھ میری کھلی" وغیرہ۔

جواب: "امتحان" طلبہ کی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً امتحان کی تیاری کے حوالے سے اُردو ادب میں ہمیں بہت شگفتہ اور مزاح پر مبنی مضامین ملتے ہیں۔ جیسا کہ منشی پریم چند کا مضمون "بڑے بھائی صاحب" جس میں انہوں نے بتایا کہ بڑے بھائی صاحب اور ان کا پڑھنے اور امتحان کی تیاری کا انداز کیا تھا۔ اسی طرح پطرس بخاری امتحان کی تیاری سے قبل صبح سویرے جلدی اُٹھنے کی مشق کرتے ہیں اور اس دوران جو واقعات پیش آتے ہیں اُن کو "مضمون سویرے جو کل آنکھ میری کھلی" میں مزاحیہ انداز بیان کیا ہے۔

۵۔ کامیابی کے لیے محنت و مشقت کی تلقین کی جائے اور "محنت کی عظمت" سے متعلق کوئی واقعہ طلبہ کو سنایا جائے۔

جواب: محنت اس کائنات کا ایک ایسا اصول ہے جس پر عمل کی بنیاد پر انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں ثمرات میسر آتے ہیں۔ خود خالق کائنات نے بھی بڑے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کے لیے وہ محنت کرے گا۔ اسلام کی تعلیمات میں کام کرنے والے کو اللہ کا دوست کہا گیا ہے۔ خود ہمارے نبی کریم ﷺ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں فخر محسوس کرتے، اپنے جوتے خود گانٹھتے اور پھٹے کپڑوں کو پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر پتھر اٹھائے اور غزوۂ خندق کے موقع پر خود بھی خندقیں کھودنے کا کام سرانجام دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمارے لیے ایک مثال اور نمونہ دیا کہ کوئی بھی کام خود کرنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

۶۔ سبق میں جو شعر اور مصرعے آئے ہیں ان کی وضاحت کی جائے۔

جواب: اس مضمون میں مضمون نگار نے درج ذیل شعر اور مصرعے استعمال کیے ہیں:

نہ ہوئی گر مرے پرچوں سے تسلی نہ سہی
امتحان اور بھی باقی ہے تو یہ بھی نہ سہی

اگر ممتحن کو مرے پرچوں سے تسلی نہ ہوئی یعنی میں نے جو کچھ بھی اپنے پرچوں میں لکھا ہے وہ ممتحن کے ماننے میں نہیں آیا تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگر وہ میرا مزید امتحان چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ میرے اس امتحان کی بات نہ کرے بلکہ میرا کوئی نیا امتحان لے لے میں اس کے لیے تیار ہوں۔

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

یہ فارسی زبان کا مشہور مصرعہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مردوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ مردوں کو چونکہ طاقتور خیال کیا جاتا ہے اس لیے مردوں سے امید رکھی جاتی ہے کہ وہ ہر کام کر سکتے ہیں۔ یہی خیال مضمون نگار نے اپنے مضمون میں باندھا ہے کہ مردوں کو کسی بھی امتحان کے بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

سو دن چور کے تو ایک دن شاہ کا

اس کا مطلب ہے کہ چور ایک نہ ایک دن پکڑا ہی جاتا ہے۔ وہ لاکھ بچنے کی کوشش کرے آخر کبھی نہ کبھی وہ گرفت میں آ ہی جاتا ہے۔

معروضی سوالات

☐ درست جواب کا انتخاب کریں۔

-1 سبق "امتحان" کے مصنف کا نام ہے۔ (A) منشی پریم چند (B) پطرس بخاری (C) مرزا فرحت اللہ بیگ (D) وقار انبالوی

-2 مرزا فرحت اللہ بیگ کا سنِ ولادت ہے۔ (A) 1880ء (B) 1881ء (C) 1882ء (D) 1883ء

-3 مرزا فرحت اللہ بیگ کا سنِ وفات ہے۔ (A) 1945ء (B) 1946ء (C) 1947ء (D) 1948ء

-4 دو سال ایسے گزر گئے جیسے (A) پانی (B) ہوا (C) موسم (D) بادل

-5 طالب علم نے کس .... سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟
(A) لیکچرار صاحب (B) گارڈ صاحب (C) سپرنٹنڈنٹ صاحب (D) طالب علم

-6 طالب علم لیمپ روشن کر کے کتنے بجے سو جاتا؟ (A) چھے بجے (B) سات بجے (C) آٹھ بجے (D) نو بجے

7- مضمون نگار نے امتحان دیا تو کتنے مضامین میں فیل ہوا؟
(A) ایک مضمون (B) دو مضامین (C) تین مضامین (D) جملہ مضامین

8- تمام دنیا کے کام چلتے ہیں۔ (A) تدبیر سے (B) تقدیر سے (C) دولت سے (D) عقل سے

9- طالب علم کو قلبی نفرت ہوگئی۔ (A) گارڈ صاحب سے (B) ''لا کلاس'' سے (C) امتحان سے (D) پرچوں سے

10- ''اشک شوئی کرنا'' سے مراد ہے۔ (A) رونا (B) تسلی دینا (C) آنسو بہانا (D) چپ کروانا

11- ''امتحان'' کی جمع ہے۔ (A) امتحانات (B) امتحانوں (C) ممتحن (D) ممتحنہ

12- ''خیالات'' کا واحد ہے۔ (A) خیال (B) خیالوں (C) تخیل (D) تخیلات

13- ''بڑھیا'' کا مذکر ہے۔ (A) بوڑھی (B) بوڑھا (C) بوڑھے (D) بوڑھوں

14- مؤنث الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) وقت، شام (B) والد، والدہ (C) کوشش، امتحان (D) چھٹی، سفارش

15- ''حاضری'' کا متضاد ہے۔ (A) غیر حاضری (B) حاضر (C) حاضرین (D) موجود

16- ''کمترین'' کا متضاد ہے۔ (A) کمتر (B) کمتروں (C) بہترین (D) بدتر

17- ''محویت'' کا مترادف ہے۔ (A) سستی (B) مستغرق (C) کاہلی (D) بے کاری

18- ''تعجب'' کا مترادف ہے۔ (A) حیرانی (B) عجب (C) عجیب (D) عجائب

19- میری..................شوئی کی۔ (A) آنکھ (B) اَشک (C) دل (D) نظر

20- ممتحنوں کو بہت بُرا......کہا۔ (A) بھلا (B) اچھا (C) بدتر (D) بدترین

جوابات:

(1)	مرزا فرحت اللہ بیگ	(2)	1883ء	(3)	1947ء	(4)	ہوا	(5)	گارڈ صاحب
(6)	سات بجے	(7)	جملہ مضامین	(8)	تقدیر سے	(9)	گارڈ صاحب سے	(10)	تسلی دینا
(11)	امتحانات	(12)	خیال	(13)	بوڑھا	(14)	چھٹی، سفارش	(15)	غیر حاضری
(16)	بہترین	(17)	مستغرق	(18)	حیرانی	(19)	اشک	(20)	بھلا

❑ **مختصر جواب دیں۔**

1- مضمون نگار کو امتحان سے گھبراہٹ کیوں نہ تھی؟

جواب: مضمون نگار یہ خیال کرتا تھا کہ آخر امتحان میں ایسا کیا ہے کہ اس کے نام سے گھبرایا جائے۔ دو ہی صورتیں ہوتی ہیں پاس یا فیل۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے، آئندہ سال سہی۔

2- امتحان کے قریب مصنف کے دوستوں کی صورت حال کیا ہوتی؟

جواب: جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے ان کے حواس، ان کا دماغ مختل اور ان کی صورتیں کمزور ہو جاتیں۔

3- امتحان میں کون سی ایسی باتیں ہیں جن سے دل سیر نہیں ہوتا؟

جواب: امیدواروں کا مجمع، نئی نئی صورتیں، عجیب عجیب خیالات، یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے کبھی بھی دل سیر نہیں ہوتا۔

4- مصنف نے ''لا کورس'' کس طرح پورا کیا؟

جواب: مصنف نے دو سال میں لا کلاس کا کورس پورا کیا۔ شام کو یاروں کے ساتھ ٹہلنے لگتا۔ واپسی میں لا کلاس میں بھی جھانک آتا۔

5- مصنف کس بنا پر بے فکر تھا؟

جواب: مصنف بے فکر تھا کہ دو برس تک تو کوئی محنت کے لیے نہیں کہہ سکتا۔ بعد میں دیکھیے کون جیتا ہے اور کون مرتا ہے۔

6- امتحان کے قریب مصنف نے کیا تقاضا کیا؟

جواب: امتحان کے قریب مصنف نے تقاضا کیا کہ علیحدہ کمرا مل جائے تو محنت کروں گا کیوں کہ بال بچوں کی گڑبڑ میں وہ کچھ نہیں کر سکتا۔

7- مصنف کے والد نے امتحان کے متعلق اسے کیا حوصلہ دیا؟

جواب: مصنف کی شبانہ روز محنت پر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے مصنف کے والد نے کہا کہ امتحان سے کیوں ڈرے جاتے ہو، جب محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ۔

8- مصنف کو کن دو وجوہات کی بنا پر کامیابی کا یقین تھا؟

جواب: مصنف کو ان دو وجوہات کی بنا پر کامیابی کا یقین تھا: اول تو ''امدادِ غیبی'' دوسرے ''پرچوں کی الٹ پھیر''۔

9- ''امدادِ غیبی'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''امیدوارانِ امتحان'' کی اصطلاح میں ''امدادِ غیبی'' وہ مدد ہے جو ایک کو دوسرے سے یا کسی نیک ذات نگران کار سے یا عندالمواقع کتاب سے پہنچ جاتی ہے۔

10- پرچہ پڑھنے کے بعد مصنف کی صورت حال کیا ہوئی؟

جواب: پرچہ پڑھنے کے بعد جیسا مصنف کے چہرے پر اطمینان تھا، شاید ہی کسی کے چہرے پر ہوگا۔ کئی مرتبہ اس پرچے کو اوّل سے آخر تک پڑھا گیا مگر یہ علم نہ ہو سکا کہ پرچہ کس مضمون کا ہے۔

11- ''اصولِ قانون'' کے بارے میں مصنف کی رائے بیان کریں۔

جواب: اصولِ قانون کے بارے میں مصنف کی یہ رائے ہے کہ ہر شخص کو اس مضمون پر رائے دینے کا حق ہے۔ ایک مقنن ایک اصول قائم کرتا ہے، دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی رائے کو کسی دوسرے کی تجاویز کا پابند بنائیں۔

12- مصنف کے امتحان کے نتیجے پر حتمی رائے کیا قرار پائی تھی؟

جواب: مصنف کے نتیجے پر والد صاحب کو بہت رنج ہوا۔ نمبروں کی نقل حاصل کی اور بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ کسی بدمعاش چپراسی نے پرچے بدل دیے ورنہ ممکن تھا کہ برابر تین گھنٹے لکھا جاتا اور صفر ملتا۔

13- امتحان میں ناکامی پر والد صاحب نے کس طرح مضمون نگار کو تسلی دی؟

جواب: امتحان میں ناکامی کے نتیجے میں مصنف کے والد صاحب نے ممتحنوں کو بہت برا بھلا کہا۔ مضمون نگار کی اشک شوئی کی اور فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں، آئندہ سال سہی۔

14- سبق ''امتحان'' کے مصنف کا کیا نام ہے؟

جواب: سبق ''امتحان'' کے مصنف کا نام مرزا فرحت اللہ بیگ ہے۔

15- سبق ''امتحان'' مصنف کی کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

جواب: سبق ''امتحان'' مصنف کی کتاب ''مضامین فرحت'' سے لیا گیا ہے۔

※※※